79

جواہر العلوم من القرآن

ترجمہ

التاج المرصّع بجواہر القرآن والعلوم

مصنف ــــ طنطاوی جوہری

مترجم ــــ عبدالصمد صارم الازہری

۲۶۵۲۷

آزاد بک ڈپو * اردو بازار * لاہور
سرگودھا

فلک

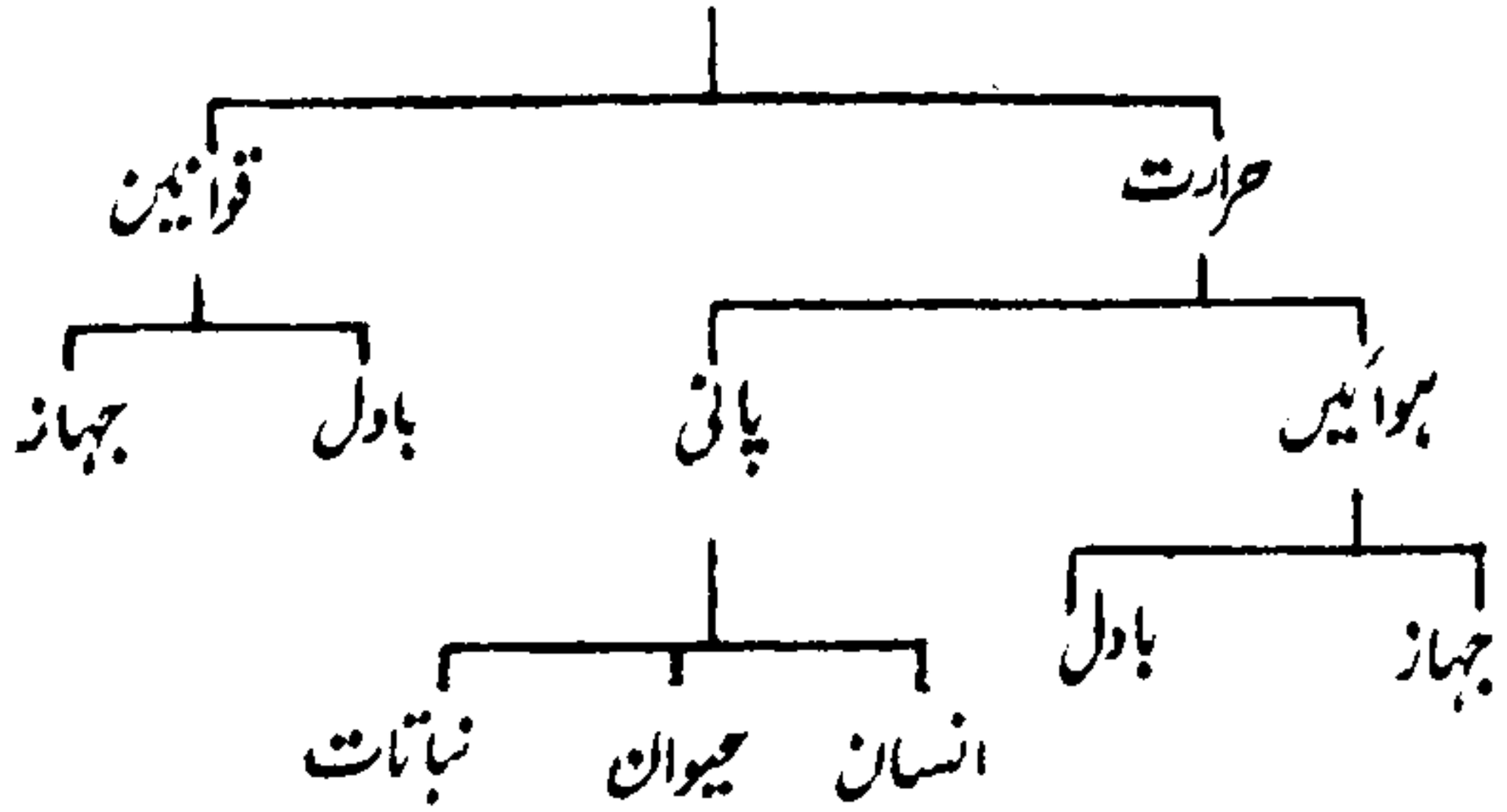

یہ عالم اس طرح ایک کرہ یا ایک شکل کی صورت میں منظم ہے، ہر ادنیٰ اعلیٰ کا محتاج ہے اور ہر اعلیٰ اسفل کے لئے مفید و مربی ہے اور اسفل اعلیٰ سے مستفید ہوتا ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا شکل سے واضح ہے جب ہمارے عالم کا یہ نظام ہے تو عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ باقی جہانوں کے نظام بھی اسی اصول پر قائم ہوں۔

یہ عالم، علماء مفکرین کے نزدیک ایک جسم واحد کی مانند ہے۔ کہ اس کی ایک روح، ایک قالب، ایک حرارت اور کچھ متحرک اعضاء ہیں، بارشوں وغیرہ کا دوران، ہواؤں کا چکر اور شمس و قمر کے مدار ایسے ہی ہیں، جیسے خون ہمارے جسموں میں چکر لگاتا رہتا ہے۔

اگر ہم غور سے دیکھیں گے تو عالم کو ایک انسان یا حیوان کی صورت

میں جلوہ گر ہائیں گے. کہ اس کے ایک سردار چند ایک اعضائے رئیسہ اور غیر رئیسہ ہیں مگر اس بات کا وہی شخص احساس کر سکتا ہے جس نے ہر فن کی کچھ نہ کچھ تحصیل کی ہو، پھر تمام علوم کو ربط دے کر انہیں ملا کر دیکھا ہو تب ہی وہ میری اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اس میں بھی شک نہیں کہ ہر ایک جسم کا ایک مدیر و مدبر ہوتا ہے۔ تو جہانوں کا ارتباط اور ان کا ایک دوسرے سے تعلق و استفادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا مدبر ایک ہی ہو۔

دیکھئے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں والٰھکم الٰہ واحد تمہارا معبود ایک ہے پھر اس کے بعد کائنات کی ایک شکل منظم پیش کرتے ہیں جس کا ایک مزاج ہے دیکھو وہ فرماتا ہے تمہارا معبود ایک ہے مگر اس وحدت کا آپ اسی وقت شعور کر سکتے ہیں جبکہ علوم و فنون کی تحصیل کئے ہوئے ہوں، اور آپ کی عقل میں ان کی ایک منظم شکل ہو جیسا کہ ہم اس کی توضیح کر چکے ہیں، اور آپ اس کے مزاج واحد ہونے کا احساس کر چکے ہوں۔ اسی سے آپ اس بات کو پہچان سکیں گے کہ عالم کا ایک ہی مدیر و مدبر ہے۔

علمائے یونان عالم کے ایک ہونے پر بہت سی دلیلیں لائے ہیں مگر وہ سب خشک و کمزور دلائل ہیں، جو علم و حکمت سے خالی ہیں انہوں نے عالم کی تقسیم اعراض، افلاک اور جواہر کی صورت میں کی ہے پھر وہ کہتے ہیں ہماری عقل سوائے اس چیز کے جو ہم دیکھتے ہیں. تصور نہیں کر سکتی لہٰذا ان کے نزدیک جہانوں کی کثرت اگر ہے تو انہی اجزاء سے ہے، افسوس ہے انہوں نے عالم کے رابطہ طبعی کی طرف بالکل دھیان

Marfat.com

نہیں دیا۔

یہ آیت ہمیں علوم کی تحصیل کی طرف توجہ کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد جو آیت آتی ہے وہ ان علوم سے پیدا ہونے والے تہذیب و تمدن کو بے نقاب کرتی ہے۔ اُمتوں کی سیاست اور ان کے نظام پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس آیت میں حاکموں اور محکوموں کے درمیان مکالمے اور گم راہ قوموں کے عقائد کی بڑی اچھی تصویر کھینچی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ (۲ - ۱۶۵)

بعض لوگ اللہ کے شریک ٹھیراتے ہیں۔ وہ ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے خدا کے ساتھ اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں، بعض وہ لوگ ہیں جو عقلا ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ عالم کا ایک ہی موجد ہے جس نے ایک عجیب نظام واحد قائم کیا ہے لہٰذا ان کے دل اس کے عاشق و فریفتہ ہو جاتے ہیں پھر وہ ایسے ایسے علوم و معارف پاتے ہیں جن سے ان کے نفوس سرور و مسرت سے بھر جاتے ہیں اور دل منور ہو جاتے ہیں، انھیں یقین کی جنت اور ایسا عقیدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جو دل کو روشن کر دیتا ہے، یعنی انہیں وحدتِ نظام کا احساس و یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اس کے مطابق اپنے شہروں کا نظام قائم کرتے تھے۔

کہ حاکموں اور ماتحتوں کو ان کے مناسب مقام پر رکھتے ہیں، جن کے وہ مستحق ہوتے ہیں جیساکہ یہ کائنات اسی طرح پر ہے اور ایک جسم کی مانند ہے۔

لہٰذا پہلے معنی کے اعتبار سے وہ خدا کا عاشق ہو جائے گا۔ اور اس کے حسن نظام، رافت و رحمت، جمال و کمال کی وجہ سے اس کا اس درجہ فریفتہ ہو جائے گا۔ کہ اس محبت میں کسی طرح بھی فتور راہ نہ پا سکے گا، بلکہ اس میں زیادتی ہی ہوتی رہے گی۔ کیونکہ وہ آئے دن نئے نئے عجائبات و غرائبات کا مشاہدہ کرتا رہے گا۔

اور دوسرے معنی کے اعتبار سے مدنیت عام ہو جائے گی اور شہریت و تمدن راسخ ہو جائے گا جیسے پہاڑ راسخ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ راسخ اور پائیدار کیونکہ اس کی بنیاد ایک ایسے نظام پر ہو گی جو حکمت کی اساس پر قائم ہو گا جس پر نظام عالم قائم ہے۔

انہیں دو مقدمات پر اس کے بعد والی آیتیں انہیں دو معنی کی تفصیل کرتی ہیں۔ چنانچہ معنی اوّل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادًا یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبًا للہ (۲-۱۶۵)	بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرتے ہیں مگر جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بڑوں کے مقلدِ محض ہیں۔ اور ایسے معبود کی عبادت کرتے ہیں جس کی تخلیق کے اسرار سے انہیں کوئی واقفیت نہیں ہوتی۔ لہٰذا دراصل وہ اپنے بڑوں سے محبت کرتے ہیں، یہی حال بتوں، حیوانات، آگ، اور شمس و قمر کے پوجنے والوں کا ہے۔ کہ وہ اپنے معبودوں سے صرف اس وجہ سے محبت رکھتے ہیں کہ وہ بچپن سے ان سے محبت کرنے اور ان کی عبادت کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ان کے معبودوں کی توہین کرتا ہے تو وہ چراغ پا ہو جاتے ہیں اور ان کے دل پھٹنے لگتے ہیں مگر جن لوگوں نے علوم و صنائع کی تحصیل کی ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، کیونکہ ان کی دلیل مضبوط، ان کا تعلق راسخ، اور ان کا عقیدہ مستحکم ہوتا ہے۔

رہے بت پرست تو ان کے عقائد آسانی سے متزلزل ہو جاتے ہیں کیونکہ سچائی اپنے دلائل کے ساتھ واضح ہو جاتی ہے لہٰذا بتوں سے ان کا علاقہ آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔

دوسرے معنی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:۔

ولو یری الذین ظلموا	اور جب یہ ظالم دیکھیں گے عذاب
اذ یرون العذاب ان	تو جان لیں گے کہ تمام طاقتیں
القوۃ للہ جمیعا وان	اللہ کو حاصل ہیں اور اللہ سخت
اللہ شدید العذاب	عذاب والا ہے جب بری ہو
اذ تبرأ الذین اتبعوا	جائیں گے گروہ اپنے چیلوں سے

Marfat.com

من الذين اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بهم الاسباب وقال الذين اتبعوا لوان لنا كرة فنتبرأ منهم كما تبرأوا منا كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات عليهم وما هم بخارجين من النار۔

(۲ - ۱۶۵)

اور دیکھیں گے عذاب اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے تو چیلے کہیں گے کاش ہم دنیا کی طرف لوٹائے جاتے۔ تو ان سے بیزاری کا اظہار کرتے جیسے انہوں نے کیا ہے اسی طرح اللہ دکھاتا ہے ان کے اعمال کو حسرتیں بنا کر اور وہ آگ سے نہیں نکل سکتے۔

ان آیتوں میں ان ظالموں کو ڈرایا گیا ہے جو کٹر جاہل اور مقلد محض ہیں، اور ایسا نظامِ تمدن قائم کرتے ہیں۔ جو ان کے سرداروں کی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔ جن کے سامنے وہ جھکتے ہیں۔ لہٰذا ان کی جھوٹی کرامتیں دیکھ کر ان کی خود غرضانہ دسیسہ کاریوں پر ایمان لاتے ہیں۔

مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ اگر ان جاہلوں کو اس امر کا احساس ہو جاتا کہ ان کے نظامِ دنیوی کی بربادی اور آخرت کی رسوائی انہی خود غرض پجاریوں اور سرداروں کی وجہ سے ہے اور یہ بھی دوزخ کے کندے بنیں گے۔ تو وہ سمجھ جاتے کہ یہ بھی ہماری ہی طرح کمزور ہیں ان کے ہاتھوں میں سوائے بتوں، خود ساختہ معبودوں، بنائے ہوئے اوہام، جھوٹی گمراہیوں اور بیکار طریقوں کے کچھ بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

اس طرح انہیں سوائے حسرت اور سوزش قلبی کے کچھ بھی نہیں ملتا۔ ان میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور نتیجہ یہ کہ دوسری قوم ان پر غالب آجاتی ہے۔ جو انہیں اپنا غلام بنا لیتی ہے اور وہ ظالم و جبار قوم ان پر غلبہ کر لیتی ہے۔ اور ان کے پجاریوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتی ہے۔

تب قوم کے کم زور افراد، ارباب حل وعقد کو پکارتے ہیں جیسا کہ ہر امت کے سنہرے کے غروب ہوتے وقت ایسا ہی ہوتا ہے وہ کہتے ہیں اے ہماری مدد کرو ہم تمہارے سامنے جھک گئے تھے، تو کیا تم ہمیں ان ظالم، قاہر و جبار لوگوں سے نہیں بچاؤ گے، وہ جواب دیتے ہیں، ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو، ہم تو اب تم سے بھی زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں نہ نفع ہے نہ نقصان، بس ایک عالم نفسی نفسی ہے، ہمیں معاف کرو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جس طرح کہ عذاب آخرت کے بارے میں سچا ہوگا۔ عذاب دنیوی میں بھی اسی طرح سچا ہے، کہ ہم آئے دن تمام عالم کی گم راہ قوموں میں بربادی کے وقت ایسا ہی دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ذلت و رسوائی کے عذاب کی طرف ہنکا دئے جاتے ہیں تو جو لوگ گم راہ سرداروں کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں وہ سخت نادم ہوتے ہیں مگر ندامت سے انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ وقت گزر چکتا ہے۔

عذاب آخرت کے وقت وہ کہیں گے کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ جانا نصیب ہو جائے۔ یہی حال ان کا دنیا میں ہوتا

Marfat.com

ہے کہ وہ تمنا کرتے ہیں کاش ہمیں آزادانہ زندگی نصیب ہو جائے تو ہم ان سے اظہار بیزاری کریں۔

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اپنے نفوس کو ٹٹولیں۔ ان کے بارے میں غور و فکر کریں اور ان لوگوں کی تقلید نہ کریں جنہوں نے ہماری آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں۔ اور ہمیں ذلتوں میں پھنسا رکھا ہے۔

ہم رات دن مختلف حکومتوں سے یہی الفاظ سنتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیں ہمارے فلاں فلاں سرداروں نے ظالموں کے ہاتھوں میں پھنسا دیا۔ کاش ہمیں ہماری حکومت پھر سے مل جائے تو ہم ان ظالم سرداروں کو کبھی اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیں بلکہ خود اپنی حکومت کا آپ ہی انتظام کریں گے۔ اور اپنے دماغ سے آپ ہی سوچیں گے اپنے صدر کو بس اپنا وکیل بنائیں گے اسے اپنے سر پہ ہرگز مسلط نہیں کریں گے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ یہ بات آیت کے موضوع سے خارج ہے کیونکہ اس آیت میں عذاب آخرت اور سرداروں اور ماتحتوں کی گفتگو کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں بھی ایسی ہی صورت پیش آتی ہے:۔

ومن کان فی ھذہ اعمیٰ	جو یہاں اندھا وہ وہاں
فھو فی الآخرۃ اعمیٰ	بھی اندھا اور گم راہ تر
واضل سبیلا۔	

کیونکہ جو نفوس یہاں ہیں وہی آخرت میں ہوں گے۔ ان کی عقلیں

Marfat.com

اوسان کے نفوس جیسے یہاں دیئے وہاں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کیا ہے :۔

یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ (۲-۱۶۸)

اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے، حلال پاکیزہ، شیطان کے قدموں کا اتباع نہ کرو. وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

Marfat.com

جوھر۔ ۵۲

گیارھویں آیت

واذا سألک عبادی عنی	جب بندے میرے بارے میں
فانی قریب اجیب دعوۃ	آپ سے پوچھیں تو کہہ دیجئے میں
الداع اذا دعان (۲-۱۹۶)	قریب ہوں پکارنے والے کی پکار سنتا

میں جب اس آیت تک پہنچا تو مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کو یہیں ختم کر دیا جائے میں اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ میں اسی نہج پر قرآن کی تفسیر لکھوں، وہ نہج جس کی طرف علامہ غزالی نے اشارہ کیا ہے۔ انشاء اللہ اس کے بعد دوسرا حصہ جلد شائع ہو جائے گا۔

جواہر القرآن والعلوم کا پہلا حصہ تمام ہوا۔

نوٹ:۔ پہلے ایڈیشن کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کے بعد تفسیر قرآن کے شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اس ارادے کو انہوں نے پورا کیا ان معانی کی تفصیلی بحث وہاں ملاحظہ کیجئے یعنی جواہر القرآن والعلوم کا دوسرا حصہ مرتب نہ کیا۔ (مترجم)

Marfat.com

مُصنف کی

استادِ محترم فیلسوفِ مشرق حضرت علامہ طنطاوی جوہری سے میری ملاقات قاہرہ میں ۱۹۳۸ء میں ہوئی جب کہ میں الازہر میں تعلیم پانے کے لئے گیا تھا اس زمانے میں وہ دارالعلوم سے ریٹائیرڈ ہو چکے تھے، اور کوئی ستر سال کے ہو چکے تھے۔ اس زمانے میں بھی وہ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے، صبح صبح گھر سے نکلتے اور مختلف انجمنوں کا دورہ کرتے ہوئے افطار کے وقت گھر پہنچتے۔ انجمن والوں کو اپنے گرد جمع کر لیتے اور زبردستی انہیں کچھ نہ کچھ پڑھانے لگتے۔

ان سے میری پہلی ملاقات انجمن الاخوۃ الاسلامیہ میں ہوئی، وہ تشریف لائے اور جو بھی نوجوان وہاں بیٹھے تھے، انہیں بڑے پیار و محبت سے تفسیر کا درس دینے لگے۔ اس وقت سے میں ان کا گرویدہ ہو گیا، اور ان کے اس قسم کے درس میں گاہے ماہے شریک ہونے لگا۔ پھر ان کے دولت کدے پر بھی آنا جانا رہا اس طرح استاد اور شاگرد کے تعلقات قائم ہو گئے

Marfat.com

ایک دفعہ میں نے ان سے دریافت کیا یہ آپ کا نام کیسا عجیب ہے! فرمانے لگے میرے باپ شیخ طنطاوی کے بڑے معتقد تھے، اس لئے انہوں نے میرا نام ان کی نسبت سے طنطاوی رکھ دیا۔

طنطا قاہرہ سے کوئی تیس چالیس میل دور ایک قصبہ ہے۔ یہاں شیخ طنطاوی کا مزار ہے۔ شیخ طنطاوی کی مصر میں وہی حیثیت ہے جو خواجہ معین الدین اجمیری کی ہمارے ملک میں ہے انہوں نے مصر میں تبلیغ اسلام بڑے زور شور سے کی تھی، طنطا ریلوے اسٹیشن ہے اور بہت خوب صورت پر فضا مقام ہے یہاں ایک بڑا بھاری پارک ہے۔ جو کئی میل تک چلا گیا ہے۔

مصر میں بہت کم علماء داڑھی رکھتے ہیں مگر طنطاوی جوہری کی داڑھی اس قسم کی تھی۔ جیسے ہمارے علماء کی ہوتی ہے وہ ہمیشہ بھری لباس میں ملبوس رہتے، سر پر ازھری عمامہ، جبہ اور پٹکا اور ہاتھ میں چھڑی۔

سانولا رنگ، لمبا قد، کھلا نقشہ، بلند ناک، بڑی بڑی آنکھیں، چوڑا سینہ اور نہایت سخت بدن تھا۔ اس بڑھاپے میں میں نے ایک دفعہ ان کے بازو چھوئے تو ایسے معلوم ہوئے جیسے وہ لوہے کے بنے ہوئے ہیں۔

وہ بڑے عالی حوصلہ، جفاکش، محنتی اور طالب علم قسم کے آدمی تھے اس زمانے میں بھی وہ باقاعدہ کسی نہ کسی استاد سے کچھ نہ کچھ پڑھتے رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے اسی عمر میں اردو زبان بھی پڑھی۔

طنطاوی جوہری نے اس دور میں وہی کام کیا ہے جو غزالی نے اپنے دور میں کیا۔ انہوں نے کوئی بارہ سال تک، انگریزی، فرنچ سائنس پڑھی، پھر اسے قرآن پر منطبق کیا اور نوجوانوں کو دہریت ولا مذہبیت سے بچایا، غزالی کی طرح جو چیز سائنس کی اسلام کے خلاف نہ معلوم ہوئی اسے لے لیا اور جو چیز اسلام کے خلاف معلوم ہوئی اسے انہیں کی دلائل سے توڑ دیا، یا آیات میں تاویل کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ سوائے ہندوستان و پاکستان، اور دو چار قدیم الخیال ممالک کے تمام دنیا میں انہیں کی تفسیر پڑھائی جاتی ہے۔ ہے بھی یہی بات، اب ان پرانی تفسیروں کی چنداں ضرورت نہیں جو پرانے مذاہب کی تشریح یا تردید کرتی ہیں۔ اب تو ہمارے علما کو نئے مسائل کا علم ہونا چاہیئے۔

شیخ طنطاوی کو ہندوستان و پاکستان دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ اسی شوق میں انہوں نے اردو پڑھی، اور وہ ہندوستان و پاکستان آئے۔

استاد مرحوم میں ایک خاص صفت یہ تھی کہ وہ نوجوانوں کی بے حد ہمت افزائی کرتے تھے۔ ان کی بے حد تعریف کرتے اور انہیں ان کی اپنی نظر میں اپنی ذات کی قدر قائم کر دیتے، کہ ہم نوجوان یہ سمجھنے لگتے کہ ہاں ہم بھی دنیا میں کچھ ہیں، اور واقعی کچھ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

میں نے مصر کے زمانہ قیام میں ایک کتاب البشائر لکھی تھی جس میں بائیبل، وید، زرتشتی کتابیں، دھم پد اور مختلف

Marfat.com

کتابوں سے رسول اللہ کے متعلق بشارتیں جمع کی تھیں، میں یہ کتاب ان کی خدمت میں لے گیا، اور میں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے یہ کتاب ان کے سامنے تقریظ کے لئے پیش کردی انہوں نے کتاب پڑھ کر میری اتنی ہمت بندھائی کہ میں اس صحبت سے یہ یقین لے کر اٹھا کہ میں بھی دنیا میں ایک بڑا آدمی بن سکتا ہوں۔

مہربان استاد کے چند ایک فقرے درج کرتا ہوں۔

"اے عالم مجتہد صارم الھندی میں نے تیری کتاب البشائر دیکھی، کتاب خوب ہے، مجھے اس کتاب کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو اپنے ملک کا نام ور انسان ہوگا اپنے ملک کی اصلاح کرے گا، اور بڑا صاحب علم ہوگا۔"

پھر انہوں نے زبانی میری اس قدر تعریف کی کہ میں یا تو تقریظ کے لئے کتاب بڑھاتے ہوئے کانپ رہا تھا، یا یہ یقین لے کر اٹھا کہ اگر میں چالیس سال بھی زندہ رہ گیا۔ تو طنطاوی جوھری کی میرے سامنے کچھ بھی حیثیت نہ ہوگی،

مصری علماء سگرٹ اور قہوہ بہت پیتے ہیں مگر انہیں کسی قسم کی کوئی ایسی عادت نہ تھی، وہ بڑے سیدھے سادے اور بھولے بھالے تھے۔ یہ چاہتے تھے۔ کہ ساری دنیا میں گھوم پھر کر اسلام پھیلا دوں۔

ان کی یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو انہوں نے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں شاہِ جاپان، میکاڈو کو بھجوائی تھی جب کہ

Marfat.com

وہاں ۱۹۰۶ء میں تحقیق مذاہب کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اس کتاب کا اور ان کی کئی ایک کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے ان کی تفسیر کے اردو ترجمے کی دو جلدیں جامعہ دارالسلام عمر آباد سے شائع ہو چکی ہیں، الزھرہ اور نظام العالم بھی ان کی بہترین تصانیف ہیں۔

۱۹۳۳ء میں اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں انہوں نے پہلے ایڈیشن کی بہ نسبت کچھ رد و بدل بھی کی اور ایک ضمیمہ کا اضافہ بھی کیا، یہ ضمیمہ تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے چار فصلیں اور کچھ مطالب و مباحث کا اضافہ کیا، ان میں سکڑی، چیونٹ، زنبور، تعلیم اطفال، تخلیق اور ریاضی پر دلچسپ بحثیں ہیں۔

ہم نے اس کتاب کے دونوں مقدموں کا ترجمہ شروع میں دیدیا ہے، جس سے اس کتاب پر مزید تفصیل روشنی پڑتی ہے، تفصیل طلب حضرات اس کا مطالعہ فرمائیں۔

شیخ طنطاوی ایک گاؤں میں پیدا ہوئے، جامع الازھر میں تعلیم پانے کے بعد انہوں نے دارالعلوم (قاہرہ) میں تعلیم پائی اور پھر مدرس ہو گئے، سو سال کے قریب عمر پائی، قاہرہ میں انتقال کیا۔ یورپ اور تمام عالم اسلامی ان کی قابلیت کا مداح ہے۔

Marfat.com

مترجم

عبدالصمد صارم بن حضرت علامہ قاضی ظہورالحسن ناظم سیوہاروی (منصب دار دربارِ نظام) بن مولوی محی الدین (کاڈپٹی انسپکٹر تعلیمات، آپ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہم سبق تھے) بن ملا علی احمد (آپ بچوں کو پڑھاتے اور سیپارے لکھ کر گزارہ کرتے) بن جلال الدین، بن امین الدین، بن غلام علی (ہیبت رائے پھالکہ سے لڑے اور شہید ہوئے) بن محمد حنیف بن عماد الملک ثابت جنگ قاضی بدرِ عالم (دربار شاہانِ مغلیہ سے انہیں یہ خطاب ملا تھا) بن کمال الدین (یہ اکبر اعظم کے امرار سے تھے، فارسی اور اردو کے شاعر تھے) بن عبدالشہید (بڑے عالم اور شیخ کامل تھے خواجہ نظام الدین بلخی کے پیرِ صحبت تھے، ان دونوں صاحبان نے دین الٰہی کے خلاف احتجاج کیا، بادشاہ کے مظالم کی وجہ سے خواجہ صاحب بلخ چلے گئے اور قاضی عبدالشہید کی آدھی جاگیر ضبط ہوئی) بن تاج الدین بن عبدالرحمان

Marfat.com

(اکبری دور میں سیوہارے کے قاضی تھے) بن قاضی حسن زنجانی (یہ ہمارے مورثِ اعلیٰ ہیں زنجان سے ہجرت کرکے ہندوستان آئے۔ اکبری دور میں لاہور کے قاضی تھے) بن محمد الملقب شاہ عبدالباری متوکل زنجانی بن ابو محمد جلال الدین، بن احمد ابوالوفا اکمل الدین بن عبدالقاھر بن عبدالعلی بن ابی الفضل عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ابی القاسم بن ابو یوسف بن ابی المنصور عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی محمد بن ابی بکر بن احمد بن ابی الحسین بن محمد بن احمد بن امام قاسم بن محمد بن امیرالمومنین، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

بچپن سے یہ سوچا کرتا تھا کہ میں کبھی بھی ملازمت یا شادی بیاہ نہیں کروں گا، قوم کی خدمت کروں گا، مولانا حسین احمد مدنی کی وجہ سے کانگریسی خیالات تھے۔ لہذا یہ سوچا کرتا تھا کہ جمعیۃ العلمائے ہند میں کام کروں گا کہ تعلیم پانے کے بعد الازھر چلا گیا اس زمانے میں کانگریس نے نئی نئی وزارتیں سنبھالی تھیں ہندوستان سے میرے پاس کئی اخبارات آتے تھے ان سے معلوم ہوتا کہ ہندو مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے ہیں اور جگہ جگہ کاؤکشی بند کر رہے ہیں تو طبیعت کانگریس کی طرف سے کھٹی ہوگئی، اور یہ سوچنے لگا کہ ہندوستان واپس جاکر آزادانہ قوم و ملک کی خدمت کروں گا۔

مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال، ہندوستان واپس آیا تو میرے چچازاد بھائی مولوی عبدالبصیر عتیق آزاد کا انتقال ہوگیا، وہ میرے بہنوئی تھے بلکہ ہم دونوں بالکل حقیقی بھائیوں کی طرح تھے۔ وہ تین بچے چھوٹے چھوٹے ایک بیوہ اور ایک معذور باپ چھوڑ گئے۔ تو میں ملازمت کرنے پر مجبور ہوگیا۔

Marfat.com

تلاشِ معاش میں حیدر آباد دکن پہنچا وہاں صحت خراب ہو گئی تو لاہور چلا آیا ۱۹۴۴ء سے یہیں رہتا ہوں۔ کچھ دنوں رسالہ شاہکار کا ایڈیٹر رہا پھر انجمن حمایت اسلام کے شعبۂ تالیف و طبع میں ملازم ہو گیا، چھ ماہ نہ گزرے تھے کہ اورینٹل کالج میں جگہ مل گئی۔ ۲۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء سے یہیں ملازم ہوں۔

دل میں یہ تڑپ ہے کہ ملازمت کو ٹھکرا کر لوجہ اللہ رات دن قوم و ملک کی خدمت کروں، مگر اب بیوی بچوں میں گھر کر رہ گیا ہوں، مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

صارم ۱۹۶۵ء

Marfat.com

● از ——— سید اسعد گیلانی

◎ کیا یہ کسی محبوب کا انتظار ہے یا فصل بہار کا انتظار ہے

نہیں بلکہ ——— مصنف کو

اپنے عزیز ترین محبوب اسلامی نظام حیات کا انتظار ہے

——— اور ———

اپنی سب سے اعلیٰ افضل بہار اسلامی زندگی کا انتظار ہے

◎ جوش ◎ ولولہ ◎ جذبہ ◎ تحریکی ادب

صفحات ۴۸، سفحات ——— قیمت ایک روپیہ

آزاد بک ڈپو سرگودھا (مغربی پاکستان)

چوکھٹ کے اندر

○ ایک وسیع دنیا آباد ہے

○ انسانیت کا نصف بہتر ہے

○ نسل انسانی کی تربیت گاہیں ہیں

○ ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کی جنتیں

تہذیب مغرب کے پرستارو!

ان جنتوں کو ویران اور ان تربیت گاہوں کو برباد

ام فاروق کی کتاب کا یہی موضوع

خواتین اور بچیوں کیلئے

مضامین سے بھرپور افسانے ● قیمت ——— صرف

آزاد بک ڈپو سرگودھا (مغربی

Marfat.com

جواہر العلوم قرآنی

ترجمہ

التاج المرصّع بجواہر القرآن والعلوم

مصنف ــــ طنطاوی جوہری

مترجم ــــ عبدالصمد صارم الازہری

آزاد بک ڈپو ★ اُردو بازار ★ لاہور سرگودھا

Marfat.com